بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وِفاق المدارس العربیہ پاکستان

قوت، اِتفاق، اِتحاد اور اجتماعیت کا نشان

اُپنی بات کہنے کے لیے تھوڑا ماضی میں جانا پڑے گا۔ برصغیر پاک وہند پر انگریز کا تسلط ہوا تو چوں کہ قوت وا قتدار مسلمانوں سے چھینا گیا تھا، اس لیے قدرتی طور پر انگریز کو مسلمانوں کی جانب سے ہی ردّ عمل ملا۔ آزادی وطن کی جتنی تحریکات برپا ہوئیں ان میں سب سے زیادہ حصہ مسلمانوں کا رہا...... چناں چہ انگریز نے بھی برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کو دَبانے اور معاشرتی طور پر کم ترین سطح پر لانے کے لیے کوئی دَقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، ہزاروں علماء کو پھانسیاں اور قید بندیاں، عربی فارسی کی تعلیم پر پابندیاں، مدارس کی جبری بندش اور مساجد کی ویرانی...... مسلمانوں پر سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے پر رکاوٹیں...... یہ وہ تمام اقدامات تھے جو مسلمانوں کو برصغیر میں، جہاں انہوں نے ایک ہزار سال سے زائد عرصے تک حکومت کی تھی، اُجنبی بنانے کے لیے کافی تھے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد، جبکہ مسلمانوں کے دِین ودُنیا دونوں ہاتھ سے لٹ رہے تھے، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، فقیہ النفس حضرت مولانا رَشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اوران کے رفقاء نے پوری دردمندی کے ساتھ سوچا کہ اگر حالات یونہی رہے تو ممکن ہے آیندہ برصغیر میں کوئی کلمہ گوفرد بھی باقی نہ بچے، اس لیے ان کے عقیدۂ وایمان کا تحفظ ازحد لازمی ہے، یہ وہ دور تھا جب برصغیر کے علاوہ عالم اسلام کے دیگر خطوں کی صورت حال برصغیر سے مختلف نہ تھی، مگر یہ سعادت صرف اس خطے کے حصے میں آئی جہاں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے مدرسۂ دیوبند کی بنیاد رکھی اور تھوڑے ہی عرصے میں اسے وہ قبولیت ومقبولیت حاصل ہوئی کہ جابجا اس مدرسہ کی شاخیں کھلنے لگیں، یوں ہندوستان کے مسلمانوں کے دین وایمان کے تحفظ کا سامان ہونے لگا۔

تقسیم برصغیر کے بعد جب پاکستان اور بھارت کے نام سے دو جداگانہ مملکتیں وجود میں آئیں تو نوزائیدہ مملکت پاکستان میں بھی علماء دیوبند نے اپنا سابقہ کردار بھرپور انداز میں اَدا کیا، شہر شہر مدرسے، دَارالعلوم اور جامعات قائم کیے، تاکہ اس ملک کے باشندوں کو قرآنی ہدایات اور نبوی تعلیمات سے رُوشناس کیا جاسکے...... اِن علماء میں حضرت

مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا مفتی محمد حسن اَمرتسری، حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت علامہ شمس الحق اَفغانی رحمہم اللہ اور کئی دیگر اکابر علماء شامل تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مؤمن اَللہ کے نور سے دیکھتا ہے...... اِن مومنین کاملین کی دُور رَس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ابھی آغاز میں ہی مدارس دینیہ کی شیرازہ بندی نہ کی گئی اور انہیں کسی ایک نظم میں نہ لایا گیا تو آگے چل کر نہ صرف یہ کہ ان دینی اداروں کے نتائج بارآور نہ ہوسکیں گے بلکہ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑسکتا ہے۔

۲۰ شعبان ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء مذکورۃ الصدر اکابرامت کی سرکردگی میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے نام سے عظیم الشان تنظیم وجود میں آئی جو آگے چل کر اہل مدارس کے لیے سائبان، پشتی بان اور نگران ثابت ہوئی۔ اپنے قیام سے لے کر آج دن تک اس ادارے نے نہ صرف مدارس دینیہ کو ایک لڑی میں پرویا بلکہ جامع امتحانی نظم قائم کیا، مدارس کو نصاب ونظامِ تعلیم دیا، اس سے بھی بڑھ کر مختلف حکمرانوں کے اَدوار میں اُٹھنے والی مدارس مخالف مہمات کے دوران یہی ادارہ تھا جو مدارس دینیہ کے لیے مضبوط ڈھال اور سپر ثابت ہوا، نتیجہ یہ ہے کہ آج وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے علماء وطلبہ کرام کے اِعتماد، قوت، اتحاد اور اجتماعیت کا واحد نشان بن کر ابھرا ہے۔ یہ تو وہ ثمرہ ہے جس پر کسی کو کلام نہیں اور جو آفتابِ نصف النہار کی طرح ظاہر وعیاں ہے، اس سے ہٹ کر دیگر فوائد بے شمار ہیں جو ضمناً حاصل ہوئے۔

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ وفاق المدارس العربیہ کے انقلابی مقاصد ومحرکات میں مدارس عربیہ کے احیاء وبقاء اور ارتباط وتنظیم کے ساتھ ساتھ ملک وملت کی رہنمائی کے لیے ہر شعبۂ حیات میں اعلیٰ ترین رِجال کار اور جید علماءِ راسخین کی تیاری تھا۔ دینی تعلیمات کی نشر واشاعت اور تعلیم وتدریس کا منظّم بندوبست، جامع نصاب، فقید المثال اور فول پروف امتحانی نظام اس کا مطمح نظر تھا، ان مقاصد ومحرکات میں ادارہ کس حد تک کامیاب رہا؟...... اس کا جواب قریہ قریہ، گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں قائم دینی مدارس وجامعات، دُروس قرآن اور دینی تعلیمات کے حلقات دیں گے جو نہ صرف اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت میں مگن ہیں بلکہ معاشرے کی تہذیب واصلاح کا کارنامہ بھی انجام دے رہے ہیں۔

یہاں اس بات کا اظہار بھی ضروری ہے کہ آج جب کہ باطل قوتیں پاکستان کے قومی تشخص اور معاشرے کو لبرل ازم، سیکولرزم، ماڈرن ازم کے رنگ میں رنگ دینا چاہتی ہیں...... منظّم اور منصوبہ بند طریقے سے مغربی تہذیب کو رائج کیا جارہا ہے...... ایک ایسی معاشرت کو بزور نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جو نہ صرف ہمارے لیے اَجنبی ہے

بلکہ اس کی وجہ سے ہمارے شخصی واجتماعی اخلاق وکردار، اعلیٰ اسلامی روایات، خاندانی نظام داؤ پر لگ چکے ہیں...... ایسے میں دینی مدارس وجامعات اور دینی اداروں کی اہمیت وافادیت مزید دو چند ہوکر سامنے آتی ہے۔ یہی ادارے ہیں جو عامۃ الناس کے دین وایمان اور قرآن وسنت کی مبارک تعلیمات کے تحفظ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، یہی ادارے ہیں جن سے وابستگی کے ذریعے ہم اپنی قابل فخر روایات اور اجتماعیتوں کو محفوظ رکھ سکتے ہیں...... جی ہاں یہی دینی مراکز ہیں جو امت کی امیدوں کا محور اور نشانِ راہ ہیں۔

اَلحمدللہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان اپنی منزل کی جانب گامزن ہے...... عزیمت کے اس سفر میں بسا اوقات کٹھن وادیاں اور ناقابل عبور رکاوٹیں بھی آجاتی ہیں مگر بحمد للہ تعالیٰ محض اس ذات کریم کے فضل سے یہ رکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پچھلی دو دَہائیوں کا طویل عرصہ اس ادارے کے لیے پھولوں کی سیج پر نہیں بلکہ **کالقابض علی الجمر** گذرا ہے۔ وفاق المدارس کو بہت مرتبہ چومکھی جنگ لڑنا پڑی ہے۔ سیکولر قوتوں خصوصاً میڈیا کی پروپیگنڈہ یلغار اور مغربی ممالک سے فنڈز لے کر مدارس کی مخالفت کرنے والے اداروں کا مسلسل سامنا ہے، لیکن الحمدللہ وفاق کی قیادت کے پائے استقلال میں آج تک لغزش نہیں آئی۔ یہاں اس اعتراف میں کوئی باک نہیں کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان صرف چند حضرات کی تنظیم کا نام نہیں ہے بلکہ پاکستان کے اَکابر علماء، شیوخِ تفسیر وحدیث، اَکابرِ دعوت وتبلیغ اور بزرگانِ تزکیہ وتصوف کی آہِ سحر گاہی، دعائیں، مناجاتیں، ظاہری وباطنی سرپرستی وفاق المدارس العربیہ کا حاصل اور سرمایہ ہیں...... اَللہ کریم سے دعا ہے کہ وِفاق المدارس العربیہ جیسا چمنستان ہمیشہ پھلا پھولا رہے، اہل باطل کی تیرہ دَستیوں اور دُشمنانِ دین کی سازشوں سے محفوظ رہے...... آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

حالیہ شمارہ لاہور میں منعقد ہونے والے عظیم الشان ''اِستحکام مدارس وپاکستان'' اجتماع کے موقع پر مندوبین کے لیے بطور ہدیہ وتحفہ پیش کیا جارہا ہے، اس شمارے کے لوازمے میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے تاریخی پس منظر، اَکابرِ وفاق کا تعارف، ادارے کا قیام واستحکام، دائرہ کار اور داخلی نظم کے حوالے سے اَہم مضامین پیش کیے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں وفاق کے مرکزی دفتر کے ناظم جناب مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہم کا بھرپور تعاون شامل رہا۔ ان مضامین کے مطالعے سے معلوم ہوسکے گا کہ وفاق المدارس العربیہ کے ترقی واستحکام کے پس پردہ عوامل کیا ہیں؟ اس کا بے مثال داخلی نظم وتنظیم، مشاورت، دَفتری نظام، امتحانی طریقۂ کار...... ادارے کے معاشرے پر اثرات...... یہ سب اس خاص نمبر کا لوازمہ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام نہ صرف خود اس کا مطالعہ فرمائیں گے بلکہ اپنے دَائرہ اَحباب میں بھی اس کی نشر واشاعت کا سبب بنیں گے۔